ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر نائلہ عبدالکریم

اسسٹنٹ پروفیسر اردو، شعبہ ءاردو، یونیورسٹی آف میانوالی، پنجاب، پاکستان

ڈاکٹر قمر عباس

اسسٹنٹ پروفیسر اردو نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس ملتان سب کیمپس، پنجاب، پاکستان

سائرہ بانو

پی ایچ ڈی اسکالر نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس لاہور سب کیمپس ملتان، پنجاب، پاکستان

میر انیس کی بطور مرثیہ نگار عظمت

Dr.Naila Abdul karim
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Mianwali, Punjab, Pakistan
nailakarim7@gmail.com
Dr. Qamar Abbas
Assistant Professor Urdu National College of Business Administration and Economics Multan Sub Campus, Punjab, Pakistan.
qamarabbasrana74@gmail.com
Saira Bano
Ph.D Scholar NCBA &E Lahore Sub Campus Multan, Punjab, Pakistan

The greatness of Mir Anis as an Obituary Writer

Mir Anis is considered among the top poets of Urdu. Mir Anis gave moral elevation to Urdu literature through his martyrs. He expanded the eulogy so much that it proved to be a unique example of poetry, visual art and thought. Mir Anis is the king of elegies. Therefore, it is important to enlighten the readers with the height of Anis's thought and art. Anis's poetry has an abundance of surprising expressions. In which the language is mastered. So first of all it is important to keep this environment in mind. In which Anis breathed and in which he

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03

ماخذ تحقیقی مجلہ

began to write and read elegies and took all the manners necessary to impress an audience. In this paper also, in the context of Anis's home environment, his living conditions, poetic greatness and the perfection of Anis's art have been reviewed.

Key Words: *Mir Anais's living conditions and personal qualities, poetic greatness and art of obituary writing.*

میر انیس ایک ایسے شاعر ہیں جنہوں نے اردو ادب میں مرثیہ نگاری کو کمالِ عروج تک پہنچایا- خدائے سخن ،نقاشِ فطرت،مصور درد ،عکاسِ جذبات،میر انیس پر قلم اٹھانا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔وہ شاعر جس کے جواہر پاروں نے اردو ادب سے تہی دامن کا داغ دور کیا،اور اس کی جھولی انمول وسڈول موتیوں سے بھر دی وہ صاحبِ کمال جس نے مرثیہ کے محدود میدان کو لامحدود وسعت بخشی۔اس کے بارے میں کہتے ہوئے اپنی کم مائگی کا احساس اور زیادہ ہوتا ہے۔[۱] انیس نے اس عام خیال کو غلط ثابت کر دیا- کہ اردو میں اعلیٰ درجہ کی شاعری صرف غزل میں کہی جاسکتی ہے- انہوں نے مرثیے کو جس مقام تک پہنچایا وہ لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔انیس آج بھی اردو ادب میں مرثیہ نگار کی حیثیت سے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے شاعروں میں سے ایک ہیں۔میر انیس مشہور مرثیہ گو میر مستحسن خلیق کے بیٹے، مشہور زمانہ مثنوی "سحر البیان" کے مصنف میر حسن کے پوتے تھے۔میر ببر علی انیس ۱۲۱۶ھ یا ۱۰۱۷ھ میں بمقام فیض آباد محلہ گلاب باڑی میں پیدا ہوئے جہاں ان کے والد رہتے تھے۔اپنے والد کے ساتھ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔ لکھنؤ میں اس وقت آئے جب ان کے بڑے صاحبزادے میر نفیس پیدا ہو چکے تھے۔ چھوٹے بھائی انس ہمراہ تھے۔ابتدا میں فیض آباد کے تعلقات بالکل منقطع نہیں ہوئے۔اس وجہ سے کہ باپ اور بھائی وہیں رہتے تھے۔ مگر جب بعد کو پورا خاندان لکھنو چلا آیا۔تو یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ابتدائی کتابیں مولوی حیدر علی صاحب اور صدر مفتی میر عباس صاحب سے پڑھی تھیں۔[۲]۔ تاریخِ ادب اردو میں رام بابو سکسینہ کے مطابق:

> ”میر صاحب کا انتقال بعارضہ بخار ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ھ میں ہوا اور اپنے باغ میں ہی دفن ہوئے۔“[۳]

میر انیس صاحب مشہور و معروف شاعر مرثیہ نگار اور مرثیہ گو ہیں۔آپ کا سلسلہ نسب امام علی رضا سے ملتا ہے اور آپ کے مورثِ اعلیٰ میر امامی ایران سے ہندوستان آئے۔ آپ کے والد، دادا، پر دادا، بھائی اور بیٹے سب شاعر تھے۔میر انیس کے مطابق ان کے تین بیٹے ہیں خلق، خلیق اور مخلوق۔ میر انیس سانولا رنگ، قد مائل چہرے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03
ماخذ تحقیقی مجلہ

کے نقش و نگار مجموعی طور پر خوشنما تھے۔ ورزشی جسم، ظاہر میں ایسے قوی اور فربہ نہ معلوم ہوتے تھے۔ مگر دراصل چوڑا سینہ اور سڈول بازو جسم کی کساوٹ پر دلالت کرتے تھے۔ ورزش پابندیء اوقات میں شامل تھی۔ میر انیس کا لباس ڈھیلی مہری کا پاجامہ اور بارہ کلی کا کرتہ پہنتے تھے ان کا کرتہ لمبا چوڑا ہوتا تھا کہ اس کے اوپر انگرکھا پہننے کی ضرورت نہ تھی۔ میر صاحب مرحوم بہت قلیل غذا کھاتے تھے۔ شب کو یخنی، دن کو دودھ اور کچھ فواکہ سادہ گوشت کا قلیہ یا قورمہ (۴) میر مہدی حسن لکھنوی ءلکھتے ہیں۔

> ''میر انیس نے تمام عمر کسی پر اعتراض نہیں کیا۔ مناظرہ فی نفسہ بہ اخلاقی ہے۔ اساتذہ متقدمین کو بے حد مناظرہ کا شوق تھا اور شاعرانہ مناظروں سے اعتراض ہوتے تھے یہاں تک کہ علمی مناظروں سے قطع نظر کر کے ذاتیات تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ اہاجی رکیکہ کی بنیادیں اسی اعتراض کی بدولت قائم ہوئیں۔ جن سے مشاہیر قدیم کی تصنیف لبریز ہے۔ مصحفی، انشا اللہ خاں، سودا، ور جرات کی شاعری کے رخسار زیبا پر ہجووں کا بدنما داغ اب بھی موجود ہے۔''(۵)

میر انیس شیعہ مذہب کے آدمی تھے۔ مگر ان کی تصنیف تعصبات مذہبی سے خالی ہے۔ ان کا کوئی خیال کسی کے لیے دل شکن نہ تھا۔ یہاں تک کہ سنی اور شیعہ مذہب کے مابہ النزاع مسائل سے بھی مرثیوں مین بحث نہیں کی گئی۔ ان کا مرثیہ اہل اسلام کے ہر فرقے کے لوگ بے حد اشتیاق سے پڑھتے ہیں۔ اور پڑھ سکتے ہیں۔ اور ہر قسم کی انجمنوں میں پیش کرنے کے قابل ہے۔ مذہب کے پکے علما توانکے عقائدِ مذہب کے متعلق روشن رائے دے چکے ہیں۔ لیکن معقولات سے بحث کرنے والے فلسفی کو بھی انکار نہ ہو گا۔ کہ وہ پکے دیندار تھے۔(۶) انیس نے ابتدائی تعلیم فیض آباد میں حاصل کی۔ پھر لکھنو آکر اپنے دور کے نہایت عالم و فاضل مولوی حیدر علی سے عربی کی منتہی کتابیں پڑھیں۔ اور یہیں فنِ سپہ گری بھی حاصل کیا۔ انیس نے بھی خاندانی روایات کے زیرِ اثر شعر کہنا شروع کیا۔ مگر عجیب ماحول میں گھر میں مرثیہ کا غلبہ تھا۔ انیس ایک ایسے ادبی راستہ پر گامزن ہوئے جو مذہب کی چھاؤں پر پرورش پا رہا تھا۔(۷) میر انیس قرآن و حدیث سے بھی واقف تھے جن سے مرثیہ گوئی میں انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ علمِ عروض پر بھی انیس کو دسترس حاصل تھی اس کی اصطلاحات کو انیس نے اپنے کئی مرثیوں میں اظہارِ مطلب کے لئے خوش اسلوبی سے استعمال کیا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ سپاہ گری سے افرادِ طبقہ خواص کی دلچسپی برقرار تھی۔ انیس نے نیزہ بازی اور دوسرے فنون کی مشق کی۔ اس طرح علوم و فنون حاصل کر کے وہ اپنے دور کے کلچر میں رچ بس گئے اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03

ان سب کا اثر ان کی مرثیہ گوئی پر پڑا۔ انیس کی رزم نگاری میں ان فنون کے اثرات واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔ میر انیس کا خاندان کم از کم پانچ پشتوں سے شعر و ادب کا خاندان تھا۔ ورثے میں مال و دولت کے بجائے انہیں بھی شاعری ملی تھی۔ انیس کے والد اور سارے چچا بھی شاعر تھے۔ ہوش سنبھالا تو گھر کی اس فضا سے معطر ہو گئے اور غزلیں کہنے لگے۔ میر انیس کی استعدادِ علمی کی بابت لوگوں کے مختلف خیال ہیں اور ان کی زندگی میں بھی ان کے پیمانہ علم کا عمق کسی ذہن کی گہرائی سے ناپا نہیں جاسکا۔ وجہ یہ ہے کہ صنفِ مرثیہ میں انہیں اظہارِ علم و فضل مقصود نہ تھا۔ ان کی نظم فصاحت کی آبِ حیات میں ڈوبی ہوئی تھی بے محل لفاظی اور بے موقع شوکتِ الفاظ سے احتراز تھا ان کی تحریر میں ان کا طرزِ شاعری سہل الممتنع واضح ہو رہا تھا اور تقریر میں متانت تھی۔ اور تقریر میں وہ مناظرہ اور مباحثہ کو معیوب جانتے تھے وہ خاموش تھے خود ستائی کی عادت نہ تھی وہ اپنی زبان سے اپنی تعریف کے قصیدے فصاحت و بلاغت سے پڑھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ شاعرانہ مضامین کے پیرائے میں جوہر ذاتی کے اظہار پر فخر و مباہات کرتے تھے۔

شائستگی مزاج اور درستی تہذیب کی وجہ سے وہ اپنی زبان سے کم اور قلم سے زیادہ کام لیتے تھے۔ سمندر جس کا مغرور سر آسمان کے منہ پر تھوکتا ہے۔ اس کے خاموش پانی میں بیش بہا گوہر نایاب پوشیدہ ہوتے تھے اور برسات کے جوش سے عارضی شور کرنے والے نالوں میں گدلا پانی بہتا ہے۔ درحقیقت صاحب کمالات والے جوہر کی خاموشی میں رنگارنگ تحقیق و معلومات کے راز پوشیدہ تھے۔ میر انیس کے خیالاتِ شاعری منتشر نہ ہوئے اور محفوظ رہے جو وقتاً فوقتاً بیش بہا جواہر بن کر ذہن کی کان سے نکلے جن کو اہل علم نے اپنے کان کا گوشوارہ بنالیا۔ میر انیس کی الہامی طاقت نے اپنی پوری قوت دکھائی ہے۔ اور علم طبیعات سے ثابت کیا ہے کہ حرکت آواز کے ذریعے سے روانی پیدا کرتی ہے مادی اشیاء میں جب تصادم ہو گا آواز یقینی پیدا ہو گی۔ میر انیس کا پڑھنا ہنگامہ آراء تھا۔ اور وہ جس مقام کو پڑھتے تھے۔ تمام قوتوں سے کام لیتے تھے۔ جب کوئی شخص میر مرحوم سے اندازِ مرثیہ خوانی سیکھنے کی خواہش کرتا تھا تو اس سوال سے بہت محظوظ ہو جاتے تھے۔ میر انیس کے والد مرحوم نے ایک روز اس کا سبب دریافت کیا۔(۸) تو میر صاحب نے یوں کہا:

"جب کوئی شخص مجھ سے اصولِ زندگی سیکھنے کی خواہش کرتا ہے تو میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیا سیکھے گا اور میں کیا سکھاؤں گا وقت پر جو کچھ ہو جاتا ہے ہم خود نہیں سمجھتے کہ ہم نے کیا کیا۔ کوئی فن کیوں نہ ہو جب تک انسان کو فطرتاً اس سے لگاؤ نہ ہو اکتساب سے تاثیر پیدا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03

نہیں ہو سکتی ہے۔ جذباتِ اصلی سے وہی شخص مغلوب ہو گا جو خود شاعر ہو یا کم از کم شاعرانہ باریکیوں کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہو۔ جو خود مصنف ہو اور خود خواندہ دار کمال ستائش محاسن شاعری سے اندازِ خواندگی میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔"(۹)

نفاست سلیقہ تناسب و توازن کا احساس جو لکھنوی مذاق اور طرزِ زندگی کا بنیادی جز بن چکا تھا۔ان تمام رسموں کا روحِ رواں تھا۔ان میں عوام و خواص جی کھول کر حصہ لیتے تھے۔اجتماعی تنظیم و شرکت کے اس جذبے کو آسودہ کرتے تھے۔جو مسلمانوں کے کسی دوسرے تہوار میں ممکن نہیں تھا۔اس شرکتِ عام سے ان کے دلوں میں جوش اور حوصلوں میں بلندی پیدا ہوتی تھی۔کوئی سینہ زنی کرتا۔کوئی نقارہ بجانے کے کمال کا مظاہرہ کرتا۔تو کوئی تلوار بازی ،پھری ،گتکہ،بانا،لکڑی کے جوہر دکھاتا۔کہیں ڈھول ،تاشے کے مقابلے ہوتے۔کہیں مہندی ،ضھوارے،تابوت کی سجاوٹ پر نگاہیں رہتیں۔امرا اور وسا کے جلوس بھی ہوتے اور محلوں اور علاقوں کے بھی اور ان میں سب کی شرکت اور علاقائی مسابقت کا جذبہ انہماک میں اضافہ کرتا رہا۔اس طرح عزاداری اور اس کے متعلقات صرف اظہارِ غم کا ذریعہ نہیں رہ گئے۔بلکہ معاصرانہ زندگی کی ایک اہم قدر بن گئے۔جس کے اثرات گھر کے اندر باہر ہر طرف نمایاں تھے۔یہ لوگوں کی امیدوں اور حوصلوں ،جبلی اور اکتسابی صلاحیتوں کا اظہار بن گئے تھے۔مرثیہ جو اسی ماحول اور انھیں تہذیبی،اثرات کی آغوش میں پرورش پارہا تھا۔ان کی نمائندگی کرنے لگا۔یہ بھی صرف احساس غم کا ترجمان نہیں رہا۔بلکہ عزاداری کے مختلف پہلوؤں رسموں اور معمولات سے غذا لے کر اس زندگی اور اس مذاق کا آئینہ دار ہو گیا۔جو اس سماج میں جاری و ساری تھے۔معاشرت کا بنیادی جز نفاست پسندی، سلیقہ مندی اور تناسب و توازن کا احساس تھا۔مرثیہ میں یہ خصوصیات سب سے زیادہ انیس کے یہاں نظر آتی ہیں۔انھوں نے ایک جگہ اسی معیار کی طرف اشارہ کیا ہے۔(۱۰)

ہے کجی عیب مگر حسن ہے ابر کے لیے	تیرگی ہے مگر نیک ہے گیسو کے لیے
سرمہ زیبا ہے فقط نرگس جادو کے لیے	زیب ہے خالی سیہ چہرہ گلرو کے لیے
داند آں کس کہ فصاحت بہ کلامے دارد	ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے دارد(۱۱)

انیس کی فصاحتِ کلام کو صرف الفاظ کی ہمواری اور صوتی مناسبت تک محدود نہیں سمجھنا چاہیے۔بلکہ معنوی توازن و تناسب کو ان کا لازمی جز سمجھ کر اسے صورت و معنی کا ایسا مرکن سمجھنا چاہیے۔جیسے پھول کی پنکھڑی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03
ماخذ تحقیقی مجلہ

میں ننھی ننھی رگوں اور رنگ کا امتزاج ہوتا ہے۔ یا پانی میں آکسیجن اور ہائیڈروجن کی یکجائی۔ اس تناسب کا تعلق صرف مصرعوں، بیتوں اور بندوں سے ہی نہیں بلکہ پورا مرثیہ ہی کو نظر میں رکھ کر سمجھا جاسکتا ہے۔

انیس کے مرثیوں میں انسانی برتاؤ اور جذباتی رد عمل کے مختلف النوع نمونے نظر آتے ہیں۔ غم، خوشی، شجاعت کے سادہ جذبات ملیں گے۔ جو دوسرے شعراء کے یہاں بھی کامیابی سے پیش کیے گئے ہیں لیکن جب ان جذبات میں مختلف احساسات کی کشمکش رونما ہوتی ہے۔یعنی کہیں محبت اور حیا، کہیں غصہ، شجاعت اور پاسِ ادب، کہیں فرض و محبت آپس میں دستِ وگریباں نظر آتے ہیں۔ تو انیس کی مہارت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ کہ ان ملے جلے جذبات کی مجموعی تصویر وہ کتنی کامیابی سے پیش کرتے ہیں۔ مثال ملاحظہ فرمائیں۔

سب بیبیاں رونے لگیں سن سن کے یہ تقریر چھاتی سے لگا کر اسے کہنے لگے شبیر
لو صبر کرو کوچ میں اب ہوتی ہے تاخیر منہ دیکھ کے چپ رہ گئی وہ بے کس و دلگیر
نزدیک تھا دل چیر کے پہلو نکل آئے اچھا تو کہا منہ سے پھر آنسو نکل آئے [۱۲]

حر نے جب یزید کی فوج سے الگ ہو کر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا ہے تو دور ہی سے عفو تقصیر کے لیے اس طرح فریاد کی ہے

میرے اعمال میں ہر چند سراسر ہے بدی ہوں گنہ گار خدائے ازلی وابدی
آپ ہیں مالکِ سرکارِ جناب احدی اے خداوند جہاں خذ بیدی خذ بیدی
جو تہی دست ہیں تکتے ہیں شہنشاہ کا ہاتھ آپ کا ہاتھ زمانے میں ہے اللہ کا ہاتھ

پھر جب جناب امام علیہ السلام نے اس کی تقصیر معاف کر دی ہے۔ اور کمال مہربانی سے پیش آئے ہیں تو:

حر پکارا یابِی اَنت وَاُمیّ یا شاہ قابل عفو نہ تھے بندہ آثم کے گناہ
مجھ سے گم راہ کو اک آن میں مل جائے یہ راہ سب ہے صدقہ انھی قدموں کا خدا ہے آگاہ
مہر ذرے پہ جو ہو، نیر تاباں ہو جائے آپ جس مور کو چاہیں، وہ مسلماں ہو جائے۔ [۱۳]

اس موقع پر میر انیس نے اپنی عادت کے خلاف، متعدد عربی جملے استعمال کیے ہیں۔ جو اردو میں بظاہر غریب اور نامانوس معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ان جملوں کی وجہ سے اس وقت کی حالت کی جو تصویر کھنچ جاتی ہے۔ وہ اور کسی طرح ممکن نہیں۔ دعا، استغنا اور فریاد کے لیے عربی جملے ایک خاص اثر رکھتے ہیں۔ [۱۴]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03
ماخذ تحقیقی مجلہ

مناظرِ قدرت کی تصویریں مرثیہ کی ساخت میں اہم درجہ رکھتی ہیں۔ چہرے میں ان کا بیان پہلے چاہے صرف تنوع کے لیے کیا گیا ہو لیکن انیس کے یہاں یہ حصہ اس فن کارانہ تاثر کی تعمیر میں مدد گار ہوتا ہے۔ جو ایک اعلیٰ اخلاقی نظم کا مطمح نظر ہے۔ خارجی شاعری میں ارد گرد کے مناظر کی بڑی اہمیت ہے۔ جن کے بغیر پوری طرح ماحول آفرینی ممکن نہیں۔ انیس نے اپنے کرداروں کو مناظرِ قدرت کے بیچ میں اس طرح سجایا ہے۔ کہ اگر یہ پس منظر ہٹالیا جائے۔ تو یہ کردار دب جائیں گے۔ واقعات اور حالات دھندلے پڑ جائیں گے۔ اور بہت سے مناظر بے جان ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کی زندگی میں فریضہ سحر کی کتنی اہمیت ہے۔ جو لوگ دین کو بچانے اس کے اصولوں کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں نثار کر رہے ہیں۔ ان کے ذکر میں اس کا بیان کس قدر ضروری ہے۔ کربلا کی لڑائی عاشور کے دن صبح سے شروع ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا ذکر صبح کی نماز کا ذکر امام کے ساتھیوں کی سنجیدگی، عالی ظرفی، نیک نفسی کی جو تمثیل صبح میں شاعر کو نظر آتی ہے۔ اس کا بیان مرثیہ کو ایک لطیف آغاز بخشتا ہے۔

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور — دیکھے تو غش کرے ارنی گوے اوج طور
پیدا اگلوں سے قدرت اللہ کا ظہور — وہ جابجا درختوں پہ تسبیح خواں طیور
گلشن خجل تھے وادی سینوا اساس سے — جنگل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے (۱۵)

انیس کی شاعری کی عظمت کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ انیس نے اپنے سلاموں اور مرثیوں میں وہ شاعری کی ہے جس میں بقولِ حالی، حیرت انگیز جلوؤں کی کثرت ہے۔ جس میں زبان پر فتح ہے جن میں شاعری کی قادرالکلامی، جذبے کی ہر لہر اور فن کی ہر موج کی عکاسی ملتی ہے۔ جس میں رزم کی ساری ہماہمی اور بزم کی ساری رنگینی لہجے کا اتار چڑھاؤ اور فطرت کا ہر نقش نظر آتا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کسی طرح بے جا نہیں۔ جس کی مثال کچھ اس طرح سے ہے۔

"تعریف میں چشمے کو سمندر سے ملا دو — قطرے کو جو دوں آب تو گوہر سے ملا دوں
ذرے کی چمک مہرِ منور سے ملا دوں — کانٹوں کو نزاکت میں گل تر سے ملا دوں
گلدستہ معنی کو نئے ڈھنگ سے باندھوں — اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ سے باندھوں" (۱۶)

انیس کے مطالعے کے لئے کچھ آداب کو برتنا ضروری ہے اور یہ آداب صرف انیس کے سلسلے میں ہی نہیں بلکہ ہر شاعر کے مطالعے کے لئے ضروری ہیں سب سے پہلے ہمیں ان کی ادبی روایت کو ذہن میں رکھنا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-03
ماخذ تحقیقی مجلہ

اردو شاعری کے آغاز سے نوحے بین، مرثیے لکھے جاتے تھے مگر ان کی ادبی اہمیت سودا کے مراثی سے شروع ہوتی ہے۔ انیس کے مرثیوں میں اس افسانویت، ایجاد اور تخیل کا قدم قدم پر ثبوت ملتا ہے۔ سہولت کے لئے آپ اسے مبالغہ کہہ لیجئے مگر مبالغہ شعر میں حسن ہے۔ یہ شاعرانہ ایجاد یا شاعرانہ مبالغہ ہی بالآخر نظم کو ایک ایسا جذباتی شعلہ بنا دیتا ہے جس کی آنچ ہڈیوں تک پہنچتی ہے۔ انیس اپنی ادبی روایت اور اپنے ماحول کا ہر قدم پر خیال رکھتے ہیں مگر وہ اس میں بند نہیں ہیں۔ انیس نے امام حسینؑ اور ان کے رفیقوں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ وہ زندگی کی ابدی قدروں کے علم بردار نظر آتے ہیں۔ ان میں قوی فطری خصوصیات بھی ملتی ہیں۔ مگر وہ گوشت پوست کے انسان ہیں۔ ان کے جذبات ہم سمجھ سکتے ہیں اور ان سے متاثر ہو سکتے ہیں خود امام حسینؑ کی شخصیت خود اپنے اندر ایک آفاقیت رکھتی جس کی اپیل کسی مخصوص مذہب یا ملت تک محدود نہیں۔ [۱۷] بقول اقبال:۔

"حقیقت ابدی ہے مقام شبیری بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی" [۱۸]

انیس نے یہ واضح کر دیا کہ قافیہ شعر کی روانی میں حارج نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے ترنم میں اضافہ کرتا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قافیہ شعر میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے مگر یہ مسلم ہے کہ پہلے کسی مخصوص آواز کی توقع پیدا کر کے اور پھر اس کی تکرار کر کے شاعر شعر کی خوش آہنگی میں اضافہ کرتا ہے۔ قافیہ حسن نہیں ہے لیکن حسن کا زیور ضرور ہے۔ انیس اردو شاعری کے جوہر میں اور ان کا یہ مقطع شاعرانہ تعلی نہیں حقیقتِ حال کا اظہار ہے جس کی مثال کچھ یوں ہے۔

" نظم ہے یا گوہر شہوار کی لڑیاں انیس جوہری بھی اس طرح ہوتی پرو سکتا نہیں" [۱۹]

لہٰذا یہ کہنے میں مبالغہ نہیں کہ انیس کی شاعرانہ عظمت کا تو سب اعتراف کرتے ہیں۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انیس کی زبان کو کب ان کے فن کی عظمت کے مطابق ان کے وطن میں پزیرائی ملے گی۔ تاکہ آنے والے وقت میں انیس کے فن کو اجاگر کرنے والے شعراء کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

حوالہ جات

۱۔ حسین، صالحہ عابد "میر انیس سے تعارف" مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ دہلی، ص،۱۳

۲۔ رام بابو سکسینہ، تاریخ ادب اردو مع تعلیقات، جوہر رحمار حمانیہ پرنٹرز، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۲۴۱

۳۔ ایضاً، ص، ۲۴۲

۴- لکھنوی، مہدی حسین احسن "واقعاتِ انیس" اردو پبلشرز، لکھنو، ۱۹۷۵، ص، ۳۷ تا ۴۰

۵- ایضاً، ص، ۴۰

۶- ایضاً، ص، ۴۳

۷- ڈاکٹر، احراز نقوی "انیس ایک مطالعہ "میری لائبریری، لاہور، ۱۹۸۲، ص، ۴۶

۸- لکھنوی، مہدی حسین احسن "واقعاتِ انیس "ص، ۴۴

۹- ایضاً، ص، ۵۴

۱۰- مسیح الزماں، ڈاکٹر "اردو مرثیے کا ارتقا" قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۰۲، ص، ۲۷۶

۱۱- ایضاِ ص، ۲۷۸

۱۲- ایضاً، ص، ۳۲۶

۱۳- شبلی نعمانی "موازنہ انیس و دبیر "مکتبہ جامعہ، نئی دہلی، س، ن، ص، ۸۲

۱۴- ایضا

۱۵- ایضاً، ص، ۸۳

۱۶- گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، مرتب "انیس شناسی "گلوب آفسٹ پریس، دہلی، ۱۹۸۱، ص، ۱۴

۱۷- ایضاً۔ ص، ۲۶

۱۸- علامہ اقبال "بالِ جبریل "ایجو کیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۷۵، ص، ۷۳

۱۹- گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، مرتب "انیس شناسی، ص، ۱۴